کی وجوہ اور نوعیت پر تاریخ اور احادیث کے حوالوں سے آج کے دور کی ایک اہم ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھا باب اسلام میں بین الاقوامی معاشی تعلقات سے متعلق ہے۔ اس باب میں اسلام کے آفاقی تصور، باہمی معاملات میں راست بازی اور عدل کی اہمیت، خارجی معاشی پالیسی کے مقاصد، اور حکومت کی طرف سے معاشی لین دین کے شرعی اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ قومی معاشی مفادات پر بحث کی گئی ہے۔

کتاب کا آخری باب اسلام میں رضاکارانہ شعبے کے تصور سے متعلق ہے۔ اس باب میں رضاکارانہ بنیادوں پر ضرورت مندوں کی مدد اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے بارے میں دین اسلام کے اقدامات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مزید برآں تقسیم دولت اور ذرائع کی تخصیص پر رضاکارانہ شعبے کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بالخصوص "وقف" کے ادارے کی اہمیت اور معاشی اثرات پر بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب اپنے اندر اسلامی معاشیات اور سیاسیات کے اساتذہ و طلبہ کے لیے نئی سوچ کا بیش قیمت خزانہ رکھتی ہے۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کے اردو ترجمے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ (میاں محمد اکرم)

ہالۂ جبریل سے باہر، اعجاز احمد فاروقی۔ ناشر: ادارہ مطبوعات سلیمانی، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۰۱۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

جناب اعجاز احمد فاروقی معاصر افسانہ نگاروں میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔ قبل ازیں ان کے دو افسانوی مجموعے منظر عام پر آئے ہیں۔ تیسرا مجموعہ پیش نظر ہے، جو ۳۸ افسانوں پر مشتمل ہے۔ ان افسانوں کے موضوعات کا چناؤ اس لحاظ سے عمدہ ہے کہ انھوں نے معاشرتی مسائل، بالخصوص طبقہ نسواں کے مسائل کو اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے گہرے مشاہدے، احساس کی شدت اور اظہار کے انوکھے اور جاندار بیان نے افسانوں کو جدت، تنوع اور تازگی عطا کی ہے۔ ایک عام سا مسئلہ اور ایک معمولی سا خیال جب فاروقی کے افسانوں کا موضوع بنتا ہے تو کہانی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہے کہ اعجاز احمد فاروقی کے افسانوں کے کردار عموماً ایک ہی نشست میں واقعاتی تغیر کا شکار ہوتے ہیں اور افسانہ نگار اپنے زور بیان سے کرداروں کے احساسات کو شدت، گہرے تاثراتی اور زوردار انداز سے پیش کرتے ہیں۔ کرداروں کے خیالات کی تبدیلی عموماً مثبت اور جان دار ہوتی ہے۔ بعض اوقات پوری کہانی میں تجسس کی ایک شدید فضا قائم رہتی ہے۔ کلائمکس پر پہنچ کر کہانی ایک سادہ سے فقرے کی مدد سے اختتام کو پہنچتی ہے۔ افسانہ نگار بعض اوقات ایک ہی بات کی وضاحت کے لیے مترادفات، تشبیہات و استعارات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں ایک مسحور کن ندرت اور قادر الکلامی ملتی ہے مگر یہ قدرت بیان و اظہار کئی

مقامات پر غیر معمولی طوالت اختیار کر لیتی ہے جو افسانے میں فنی لحاظ سے کھٹکتی ہے جیسے ان کے افسانے "ہالہ جبریل سے باہر" میں:

"تم بقول اپنے آدھے مسلمان ہو اور آدھے مسلمان نہیں ہو۔ اسی لیے تم آدھے گھر کے ہو' آدھے کلب کے ہو' آدھے مسجد کے ہو' آدھے ہوٹل کے ہو' آدھے بیوی کے ہو' آدھے تھرپیا کے ہو اور پورے کسی کے بھی نہیں ہو۔ آدھے یوسف کے ہو' آدھے برادران یوسف کے ہو' آدھے کعبے کے ہو' آدھے کلیسا کے ہو' آدھے طالوت کے ہو' آدھے جالوت کے ہو....." (بیان جاری ہے)

اعجاز احمد فاروقی کی افسانہ نگاری کا ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر ممتاز احمد نے اپنی تقریظ میں اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "عہد حاضر کی ایک رزمیہ" کے پردے میں اسلام مغرب کی آویزش جھلک رہی ہے' جو پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے مسلمین میں زندگی اور موت کی الف لیلیٰ بنی ہوئی ہے۔ اس کش مکش سے آگاہی ایک عصری شعور کی دلیل ہے۔ پاکستان کے ادیب' ادب کے لیے عصری شعور کو تو لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں لیکن عصری شعور میں اسلام اور مغرب کی مہیب اور دندانے دار آویزش کو شاید فالتو عنصر سمجھتے ہیں۔ درآں حالیکہ اسی آویزش میں سرخروئی نے اقبال کو اقبال بنایا تھا۔ اس سے تو یہی احساس ہوتا ہے کہ اردو فکشن بھی ایک اقبال کا منتظر اور چشم براہ ہے"۔

معاصر افسانہ نگاروں کے ہجوم میں فاروقی ایک شناخت رکھتے ہیں' جو ان کے موضوعات' ان کے اسلوب' افسانوں کے عنوانات' اظہار و بیان کے انوکھے پیرایوں سے واضح ہے۔ یہ افسانوی مجموعہ کتابت و طباعت کے لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے۔ (زبیدہ جبیں)

نقطۂ نظر (شش ماہی) مدیر: سفیر اختر۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' مرکز ایف سیون' اسلام آباد۔ صفحات: ۱۴۰۔ قیمت: ۶۰ روپے

اردو زبان ادب عالیہ اور ادب لطیف' دینی ادب اور میدان تحقیق میں وسیع ذخیرۂ کتب کی حامل ہے۔ دوسری زبانوں کے جدید تحقیقی اور تخلیقی شہ پاروں کے لیے سائنسی نقد و جرح نے آب حیات کا سا کام کیا لیکن بدقسمتی سے اردو کا سرمایہ' بے دلیل مداحی یا کور چشم اور غیر متوازن تنقیص کا شکار ہو رہا ہے۔ اس افراط و تفریط کے نتیجے میں معروضی تبصرہ و تنقید کی صحت مند روایت پروان نہ چڑھ سکی۔ اخبارون اور رسالوں میں شائع ہونے والے تبصرے پڑھ کر متذکرہ بالا کیفیت زیادہ نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ اس پس منظر میں ضرورت تھی کہ اردو میں شائع ہونے والی کتب پر نقد و جرح کے متوازن اسلوب کو متعارف کرایا جائے۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے اپنے دیگر قابل قدر علمی و تحقیقی منصوبوں کے ساتھ اس پہلو